نکاح
کی چند باتیں
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
مکتبۃ الاسلام کراچی

اس میں لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کا
آسان طریقہ اور اصلاح کی چند باتوں کا ذکر ہے

مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر
مکتبۃ الاسلام کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

احقر کے خاندان اور برادری میں جب کبھی کسی نکاح کی تقریب میں شرکت کا موقع ملتا ہے تو احباب کی فرمائش پر نکاح سے پہلے مختصر بیان کرنے کا معمول ہے۔ جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں دین کی عام باتیں اور خاص طور پر نکاح کے متعلق ضروری باتیں عرض کی جاتی ہیں اور جو منکرات ومفاسد رائج ہیں اُن سے بچنے کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر قدرے مفصل کتاب ''شادی بیاہ کے اسلامی احکام'' کے نام سے مولانا عبداللہ میمن صاحب نے میمن اسلامک پبلشر سے شائع کی ہے۔ یہ ہر گھر کی ضرورت ہے۔ اسے ہر گھر میں ہونا چاہئے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

حسبِ معمول ایک عزیز کے نکاح کے موقع پر نکاح اور گھر والوں کی اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں چند باتیں عرض کی گئیں جو پسند کی گئیں اور ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کرلی گئیں اور عزیزم حافظ نعیم الرحمٰن سلمہٗ نے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے اُن کو نقل کرلیا اور اُن کو چھپوا کر تقسیم کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ بندہ نے اجازت دیدی۔

اب یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھئے اور عمل کیجئے۔ اللہ پاک توفیق بخشیں اور سب مسلمانوں کے لئے اِس کو نافع اور مفید بنائیں۔ آمین

عبدالرؤف سکھروی

۱۔۵۔۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد!

اس وقت باقاعدہ کسی بیان کا ارادہ نہیں ہے بلکہ ابھی کچھ دیر کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ نکاح ہوگا۔ تاہم نکاح سے پہلے چند باتیں عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ میں عرض کرتا ہوں۔ اس کے بعد نکاح ہوگا۔

لڑکی سے نکاح کی اجازت پہلے لینی چاہیے

پہلی بات میں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو کراچی میں بھی ایک نکاح کے موقع پر عرض کر چکا ہوں۔ دوبارہ اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ممکن ہے حاضرین اور شرکائے نکاح میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں کہ اُنہوں نے وہ بات نہ سنی ہو اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آئندہ بھی اور کسی نکاح کے موقع پر اس بات کا اعادہ کروں۔ خاص طور پر جب وہ نکاح کسی اور شہر میں ہوتا کہ ہر شہر کے احباب اور اعزّہ کو وہ مسئلہ معلوم ہو جائے اور جب اُن کے یہاں نکاح کی تقریب ہو تو وہ اس پر عمل

فرمائیں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکی سے نکاح کی جو اجازت لی جاتی ہے، یہ عین نکاح کے وقت لینا ضروری نہیں ہے۔ عام طور پر جب نکاح ہونے لگتا ہے تو اس سے کچھ دیر پہلے لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جاتی ہے اور مردوں کو لڑکی سے اجازت کے لئے بھیجا جاتا ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ لڑکی سے عین نکاح کے وقت اجازت لینا جائز ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ بلکہ نکاح کے وقت اجازت لینے میں بعض قباحتیں ہیں جیسا کہ میں ابھی انشاء اللہ تعالیٰ عرض کروں گا۔ جب لڑکی سے نکاح کے وقت اجازت لینا ضروری نہیں ہے تو ایسی صورت میں یہ کام نکاح سے بہت پہلے کر لینا چاہئے۔ جس دن نکاح ہونے والا ہے اُس دن صبح بھی یہ کام ہوسکتا ہے۔ ایک دن پہلے بھی ہوسکتا ہے، دو دن پہلے بھی ہوسکتا ہے، تین دن پہلے بھی ہوسکتا ہے اور پہلے اجازت لینے میں زیادہ آسانی ہے اور وہ آسانی یہ ہے کہ جس طرح نکاح کے وقت مرد حضرات مسجد میں جمع ہوتے ہیں، اُسی طرح قریب کی خواتین بھی اُس گھر میں جمع ہو جاتی ہیں جہاں لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے تو اجازت لینے والوں کو عین نکاح کے وقت جا کر اجازت لینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جبکہ اُس سے پہلے خواتین وہاں جمع نہ ہوں تو اجازت لینے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور ہمیں ہمیشہ وہ کام کرنا چاہئے

جس میں آسانی ہو اور اُس کام سے بچنا چاہیۓ جس میں دشواری ہو۔ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہی ہے کہ جب آپ کو دو کاموں میں سے کسی کام کا اختیار دیا جاتا تو آپ اُن میں سے جو سب سے زیادہ آسان ہوتا اُسے اختیار فرماتے تھے۔ لہٰذا ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریقہ کافی وشافی ہے۔ اس لئے ایک اس بات کا اہتمام کرنا چاہیۓ کہ عین نکاح کے موقع پر اجازت لینے کے بجائے پہلے سے اجازت لے لینا چاہیۓ۔

نکاح کی اجازت باپ کو لینی چاہیۓ

جب لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جائے تو اس سلسلے میں اہم بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ لڑکی سے نکاح کی اجازت اس کے باپ کو لینی چاہیۓ۔ اگر باپ موجود ہو اور باپ اپنے ساتھ اپنی بیٹی کے دو محرم رشتہ دار لے لے۔ مثلاً یا تو بچی کے دو سگے بھائی یا بچی کے دو چچا اور تایا کو لے لے یا بچی کے سگے ماموں کو لے لے۔ بچی کا سگا ماموں ایک ہو یا دو، سگے بھائی ایک ہوں یا دو ہوں۔ اس طرح اس کے سگے بھتیجے ہوں یا سگے بھانجے ہوں۔ اُن میں سے کسی دو کو بطور گواہ باپ اپنے ساتھ لے لے اور اپنے ساتھ بچی کے ان دو محرم کو لے کر بچی کے

پاس جائے اور اس کے سامنے اس کے شوہر کا اور اُس کے باپ کا نام لے کہ میں تمہارا فلاں ابن فلاں کے ساتھ اتنے مہر کے عوض نکاح کرنا چاہتا ہوں، تمہاری اجازت ہے اور یہ کہہ کر خاموش ہو جائے۔ اگر لڑکی کنواری ہے تو لڑکی سے زبانی اجازت نہ لے۔ لڑکی سے ہاں یا ناں کا جواب زبانی نہ لے یعنی زبانی جواب دینے پر اُسے مجبور نہ کرے صرف اپنی طرف سے اجازت چاہنے کے الفاظ کہہ کر خاموش کھڑا رہے۔ اس کے بعد لڑکی اگر خاموش رہے تو بھی اجازت ہے، رو پڑے تو بھی اجازت ہے، گردن ہلا دے یا خاموش رہے تو بھی اجازت ہے۔

اجازت تین بار ضروری نہیں

نکاح کی اجازت لینا تین دفعہ کوئی ضروری نہیں۔ اسی طرح لڑکی سے تین مرتبہ زبان سے کہلوانا بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک مرتبہ واضح الفاظ میں باپ کہہ دے کہ میں فلاں ابن فلاں کے ساتھ اتنے مہر کے عوض تمہارا نکاح کرنا چاہتا ہوں، تمہاری اجازت ہے۔ اس کے بعد خاموش ہو جائیں۔ اب لڑکی خاموش رہے تو بھی اجازت، رو پڑے تو بھی اجازت، سر ہلا دے تو بھی اجازت، ہنس پڑے تو بھی اجازت۔ بہر حال یہ اس کی اجازت ہوگئی، اب مزید کچھ

کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر لڑکی کا باپ اور دادا خود کسی شخص کو لڑکی سے نکاح کی اجازت کے لئے بھیجیں تو اُس کے سامنے بھی لڑکی کا زبان سے اجازت دینا ضروری نہیں اور تین دفعہ اجازت لینا بھی ضروری نہیں ایک مرتبہ اجازت دینا اور خاموش رہنا کافی ہے۔ اب اجازت ہوگئی اوراس کی اجازت کے دو گواہ ہوگئے، اب وہ آئیں اور آکر فارم کے اندر اپنے نام وغیرہ لکھوادیں اور رجسٹر کی کاروائی مکمل کرلیں۔

اجازت لینے نامحرم مرد نہ جائے

نکاح کے موقع پر لڑکی سے اجازت لینے کے لئے کوئی نامحرم مرد کو جانا جائز نہیں۔ عام طور پر اس کا خیال نہیں رکھا جاتا، نکاح کے موقع پر اجازت لینے کے لئے کبھی لڑکی کے بہنوئی کو بھیج دیا جاتا ہے یا لڑکی کے جو رشتہ کے بھائی ہیں جیسے چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی، تایا زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی اُن کو بھیج دیا جاتا ہے یا لڑکی کے پھوپھا کو بھیج دیا جاتا ہے یا لڑکی کے خالو کو بھیج دیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے یہ سب نامحرم مرد ہیں۔ ان نامحرموں کو لڑکی سے نکاح کی اجازت کے لئے بھیجنا جبکہ اپنی بیٹی آراستہ بیٹھی ہوئی ہے، سجی ہوئی بیٹھی

ہے، اُس کی بے پردگی کرنا ہے اور بے آب روئی کرنا ہے جو گناہ ہے۔ اس لئے نکاح کی اجازت کے لئے لڑکی کے محرم کو بھیجنا چاہئے۔

باپ اجازت لینے میں نہ شرمائے

اس سلسلے میں باپ کو ذرہ برابر بھی نہیں شرمانا چاہئے اور اسے بالکل کوئی عار محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ پاک نے اس کو بچی کا ولی بنایا ہے، سرپرست اور ذمہ دار بنایا ہے جب ذمہ دار بنایا ہے تو اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ اس ذمہ داری میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ اپنی بچی سے نکاح کی خود اجازت لے۔ پہلے زمانہ میں باپ کا عجیب حال ہوتا تھا کہ جب اس کی بیٹی کے نکاح کا موقع آتا تو وہ چھپ جاتا، کہیں میں کسی کو مل نہ جاؤں، کسی کو نظر نہ آجاؤں کہ میری بیٹی کا نکاح ہو رہا ہے۔ اجازت لینا تو دور کی بات وہ لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا تھا اور لوگ اس کو تلاش کرتے تھے کہ لڑکی کا باپ کہاں ہے، جس کی بیٹی کا نکاح ہو رہا ہے وہ کہاں ہے، اسے ڈھونڈتے تھے۔ خدا جانے اس میں کیا راز تھا، کیا حکمت تھی۔ بہر حال یہ بالکل غلط طرزِ عمل ہے جو پہلے پایا جاتا تھا۔ الحمدللہ اب یہ صورتحال نہیں ہے۔ لڑکی کا باپ مجلسِ نکاح میں ہوتا ہے، لیکن اب بھی یہ کمی ضرور ہے کہ لڑکی کا باپ خود عام طور پر لڑکی سے نکاح

کی اجازت لینے نہیں جاتا اور اجازت لیتے ہوئے شرماتا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ شرم تو گناہ کے کام میں ہونی چاہیئے، ناجائز خلافِ شرع کام میں شرم آنی چاہیئے اور وہاں آدمی کو شرما کر گناہ سے بچنا چاہیئے اور اپنی بیٹی کا نکاح یہ تو عین عبادت ہے، عین سنت ہے، عین خوشی کا موقع ہے، تو ایسے موقع پر کہاں کا شرمانا؟ بلکہ خود بحیثیت ولی کے آگے آنا چاہیئے اور خود اپنے ساتھ دو گواہوں کو لے کر جو بچی کے محرم ہوں اجازت لینی چاہیئے۔

اجازت لینے والا محرم ہو

لیکن بہرحال اگر باپ خود نہ گیا اور اس نے اپنی طرف سے کسی اور شخص کو اجازت لینے کے لئے بھیج دیا تو جس کو اجازت کے لئے بھیجا ہے اس میں بھی یہی ہونا چاہیئے کہ وہ بچی کا محرم ہو۔ مثلاً باپ اپنے بھائی کو بھیج دے جو بچی کا چچا ہوگا یا بچی کے ماموں کو بھیج دے یا بچی کے سگے تایا کو بھیج دے۔ اس طرح سے کسی اور محرم کو بھیج دے اور اُس کے ساتھ دو گواہ بھی بچی کے محرم ہونے چاہئیں۔

ولی کے اجازت نہ لینے کا وبال

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی کا باپ یا دادا موجود ہوتے ہیں، لیکن وہ نہ خود لڑکی سے نکاح کی اجازت لیتے ہیں اور نہ کسی کو اپنا نائب بنا کر اجازت کے لئے بھیجتے ہیں بلکہ کوئی اور قریبی عزیز رشتہ دار جیسے لڑکی کے تایا اور چچا وغیرہ خود چلے جاتے ہیں یا کسی کو بھیج دیتے ہیں۔ یہ بڑی کوتاہی کی بات ہے اس سے بالکل اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اس میں سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ جب باپ دادا کا نہ بھیجا ہوا شخص لڑکی سے نکاح کی اجازت لے گا تو لڑکی کا خاموش رہنا نکاح کی اجازت نہ ہوگا۔ اس صورت میں لڑکی کو زبان سے صاف صاف اجازت دینا ضروری ہوگا، چاہے لڑکی کنواری ہو کیونکہ کنواری لڑکی کا خاموش رہنا اس وقت اجازت ہے جب اُس کا باپ یا دادا یا اُن کا بھیجا ہوا شخص اُس سے نکاح کی اجازت لے۔ ان کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت لینے میں لڑکی کا خاموش رہنا شرعی لحاظ سے اجازت نہیں اور یہ وکالت درست نہیں۔ اس کے بعد نکاح کی مجلس میں وکیل اور گواہوں کا یہ کہنا کہ لڑکی نے نکاح کی اجازت دیدی ہے، جھوٹ ہے۔ اس کے بعد جو نکاح کیا گیا وہ بھی درست نہیں، البتہ اس کے بعد

جب لڑکی رخصت ہو کر دولہا کے گھر آئی اور ہمبستری سے اُس نے انکار نہ کیا تو اب تک جو نکاح اُس کی اجازت پر موقوف تھا صحیح ہو گیا، لیکن ایجاب وقبول کے وقت یہ نکاح صحیح نہیں ہوا تھا۔ اس لئے لڑکی کا دولہا کے ساتھ خلوت میں ہونا اور دولہا کا اُس کو ہاتھ لگانا، اس کے جسم کو چھونا، برہنہ کرنا اور دیکھنا جائز نہ ہوگا۔ اس قباحت سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ لڑکی کا باپ یا اس کا بھیجا ہوا شخص لڑکی سے نکاح کی اجازت لے۔ (ماخذہٗ امداد الفتاویٰ۔ ج۲۔ ص۳۴۳)

بے پردگی کا گناہ

نکاح کے موقع پر اجازت لینے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس گھر میں خواتین آراستہ پیراستہ جمع ہوتی ہیں اور نکاح کی اجازت کے موقع پر جب بچی کا باپ اور دو محرم اجازت لینے کے لئے آئیں گے تو اگرچہ یہ تینوں بیٹی کے حق میں محرم ہیں لیکن ان کے لحاظ سے دیگر خواتین تو اکثر نامحرم ہی ہوتی ہیں اور اس موقع پر عام طور سے خواتین کہنے کے باوجود پردہ بھی نہیں کرتیں اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اجازت لینے والے آرہے ہیں پردہ کرلو اور یہ اعلان ضرور کرنا چاہئے بلکہ جن کے گھر میں یہ شادی ہورہی ہو وہ علی الاعلان تمام خواتین سے

کہیں کہ بچی سے اجازت لینے کے لئے وکیل اور گواہ آ رہے ہیں،
آپ سب پردہ کرلیں۔

خواتین کی بے پردگی

لیکن تجربہ ہے کہ کہنے کے باوجود اکثر خواتین پردہ نہیں کرتیں
بلکہ ایسے موقع پر سننے میں یہ آیا ہے کہ بجائے پردہ کرنے کے جھانکنے کی
کوشش کرتی ہیں یعنی آگے بڑھ کر یہ دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں کہ نکاح
کی اجازت لینے والے کون آئے ہیں اور اُن کے ساتھ گواہ کون کون
ہیں۔ لاؤ اُن کو دیکھیں اور پھر یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اور
کس طرح اجازت لیتے ہیں؟ اور لڑکی اجازت دیتی ہے نہیں دیتی اور
تجسس اُن کے اندر ہوتا ہی ہے جو اُن کی فطرت ہے۔ چنانچہ یہ جذبہ
مزید بے پردگی کا باعث بن جاتا ہے۔ حالانکہ جیسے اور اوقات میں بے
پردگی جائز نہیں اس وقت بھی جائز نہیں۔ حالانکہ اس وقت تو اور زیادہ
پردہ کی ضرورت ہے کیونکہ خواتین آراستہ پیراستہ ہیں۔ تو عین نکاح
کے موقع پر اجازت کے لئے جانے میں یہ خرابی ہے کہ جانے والوں کی
بھی نامحرم عورتوں پر نظریں پڑتی ہیں، وہ بھی نامحرم عورتوں کو دیکھتے ہیں
اور نامحرم عورتیں بھی نامحرم مردوں کو دیکھتی ہیں۔ جبکہ حکم نامحرم مردوں کو

بھی یہ ہے کہ نامحرم عورتوں پر قصداً نظر نہ ڈالیں، اپنی نظر کو نیچی رکھیں۔ نامحرم عورتوں کو حکم یہ ہے کہ وہ اُن سے پردہ کریں اور پردہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی نظر بھی نیچی رکھیں۔ اب نکاح کے موقع پر اجازت لینے میں اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کے خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس لئے نکاح کی اجازت پیشگی لینی چاہیے تا کہ عین نکاح کے وقت جو گناہ ہوسکتے ہیں اُن سے بچنا آسان ہو۔

نامحرم کو وکیل بنانے میں گناہ

اگر خدانخواستہ کسی نے کسی نامحرم مرد کو وکیل بنا کر بھیج دیا اور اُس کے ساتھ دو نامحرم مرد بھی بطور گواہ کے چلے گئے تو جناب بھیجنے والے نے بھی گناہ کیا اور یہ جانے والے بھی گناہگار ہوں گے اور جو دو گواہ چلے گئے وہ بھی گناہگار ہوں گے اور گھر کے اندر جتنی بھی خواتین ہوں گی وہ عام طور سے نامحرم ہوں گی۔ خاص طور سے وہ لڑکی جس کا نکاح ہونے والا ہے، وہ نامحرم مرد اب اس نامحرم عورت جس کے پاس کہ آج تک وہ اتنا قریب نہیں آیا تھا نکاح کی اجازت کے بہانے وہ بالکل ہی نزدیک آ کر کھڑا ہوگیا۔ اب اگر اُس نے اجازت دیدی تو اُس کی اجازت سے بہرحال نکاح ہو جائے گا پھر اگر اُس کے باپ

نے بھیجا ہے تو اُس کے سامنے خاموش رہنا بھی اجازت ہے اور اگر باپ دادا نے نہیں بھیجا تو پھر لڑکی کا زبان سے اجازت دینا ضروری ہے، خاموش رہنا اجازت نہیں، لیکن نامحرم مرد کا ایک نہیں تین نامحرم مردوں کا نامحرم عورتوں کے پاس جانا اور اُس لڑکی کے پاس جانا اور وہاں کھڑے ہو کر اجازت لینا اس کے اندر گناہ ہی گناہ ہیں۔ اس لئے خاص نکاح کے موقع پر نکاح کی اجازت لینے کی بجائے جہاں تک ہو سکے پہلے ہی نکاح کی اجازت لے کر فارغ ہونا چاہیئے تا کہ نکاح کے موقع پر اجازت کے لئے جانا ہی نہ پڑے اور اس قسم کی خرابیوں سے دوچار ہونا ہی نہ پڑے۔

گھر والوں کی اصلاح کی فکر

ایک بات تو یہ تھی جو میں عرض کرنا چاہ رہا تھا۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہمیں اپنے گھر کے اندر اپنی خواتین کی بھی اصلاح کی فکر ہونی چاہیئے۔ جہاں اپنی اپنی اصلاح کی فکر ہونی چاہیئے وہاں اپنی گھر کی خواتین کی بھی فکر ہونی چاہیئے۔ جس میں سب سے پہلے اُن کی نماز کی پابندی کی فکر رکھنی چاہیئے۔ یہ ہر ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اُس کی بچیاں اور بچے نماز کے پابند ہوں۔ بچے مسجد میں جا کر نماز

باجماعت کے پابند ہوں اور بچیاں گھر کے اندر اذان ہوتے ہی وقت مستحب کے اندر اندر نمازیں ادا کرنے کی پابند رہیں۔ یہ ہم سب کی دینی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے گھر میں اس بات کا خیال رکھیں۔ باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور ماں کی بھی ذمہ داری ہے۔ وہ اس بات کا دھیان رکھیں کہ بچے اور بچیاں اس بات کے پابند ہو گئے ہیں یا نہیں اور اگر ہم نے اس میں کوتاہی کی اور اُن کی دیگر دینی اور ضروری تعلیم و تربیت میں کوتاہی کی تو حدیث شریف کی رو سے ہر آدمی ذمہ دار ہے اور وہ اپنے ماتحتوں کے بارہ میں ان کے دینی فرائض اور پابندی کا مسئول ہے۔

تسبیحات کی تلقین

دوسرے اُن کو کچھ مستحبات کا بھی پابند بنانا چاہئے۔ ان مستحبات کا پابند بنانے سے دنیا اور آخرت کے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں سے ایک یہ کہ اُن کو صبح وشام کی تسبیحات کی تلقین کرنی چاہئے۔ بچے بھی بچیاں بھی صبح وشام کی تسبیحات پڑھا کریں۔ وہ تسبیحات جو عام مسلمانوں کے لئے ہیں وہ کسی پیر اور شیخ سے مرید ہونے کے بعد ہی مرید کے لئے ضروری نہیں بلکہ وہ عام ہیں۔ ہر

مسلمان مرد و عورت کو اُن کا پابند ہونا چاہیئے۔سب کے لئے اُن کے فوائد عام اور تام ہیں اور اُن کے پڑھنے کے لئے کسی شیخ و مرشد کی اجازت ضروری نہیں۔اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔اس میں سے ایک تسبیح استغفار کی اور ایک تسبیح درود شریف کی۔ ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ کی اور ایک تسبیح تیسرے کلمے کی۔تیسرا کلمہ ذرا لمبا ہے۔اگر اسے دو حصوں میں تقسیم کرلیں تو آسانی ہو جائے گی۔آدھا کلمہ کی الگ تسبیح پڑھ لیں آدھا کلمہ کی الگ پڑھ لیں۔یہ کل پانچ تسبیحات ہوگئیں۔مرد حضرات بھی اس کے پابند ہوں،لڑکے بھی اس کے پابند ہوں،عورتیں بھی اس کی پابند ہوں،بچیاں بھی اس کی پابند ہوں۔سب پابندی کے ساتھ اس کو زندگی بھر کا معمول بنالیں اور چلتے پھرتے،اُٹھتے بیٹھتے،آتے جاتے اور فارغ اوقات کے اندر ذکر میں سے کوئی ایک ذکر اپنا معمول بنالیں۔ مثلاً لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یا درود شریف پڑھ لیا کریں یا اللہ اللہ پڑھتی رہا کریں۔یہ ہمہ وقتی ذکر ہے۔قرآن وحدیث کے اندر کثرتِ ذکر اللہ کی بڑی تاکید و ترغیب ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ○

ترجمہ:

''اے ایمان والوں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔''

اورخواتین کے لئے بھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰاکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا o

ترجمہ:

''یعنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اللہ پاک نے اُن کے لئے مغفرت اور اجرعظیم تیار کیا ہوا ہے۔''

یہ ارشاد سب کے لئے ہے اور قرآن کریم میں یہ ارشاد موجود ہے تو اس مستحب کو بھی اپنانا چاہئے۔اس کے اندر بڑے فوائد ہیں۔جو بیان سے باہر ہیں۔دل کو سکون ملتا ہے،قلوب کو چین ملتا ہے،طبیعت میں ٹھہراؤ آتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔آخرت کی طرف توجہ ہوتی ہے، گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ کا ذکر نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔بہرحال ذکر اللہ کا صبح وشام معمول ہونا چاہئے۔یہ تسبیحات صبح بھی ہونی چاہئیں،شام بھی ہونی چاہئیں۔صبح کا مطلب یہ ہے کہ فجر سے لے کر ظہر سے پہلے تک۔شام کا مطلب ہے عصر

کے وقت سے لے کر رات کو سونے تک ہے یہ کتنا لمبا وقت ہے۔ ان اوقات میں جب چاہیں تسبیحات پڑھ لیں۔

قرآن کریم کی تلاوت

روزانہ گھر کے ہر فرد کو تلاوت کی تلقین بھی ہونی چاہئے۔ خواتین بھی، مرد بھی، بچیاں بھی اور بچے بھی سب صبح وسویرے اُٹھیں۔ سب سے پہلے فجر کی نماز ادا کریں، اُس کے بعد قرآن شریف کی تلاوت، اُس کے بعد تسبیحات، ہو سکے تو مناجاتِ مقبول کی ایک منزل پڑھ لیں۔ اگر کسی کو زیادہ مصروفیت ہو تو آدھی منزل، لیکن آدھی منزل تو بس طلبہ اور طالبات کے لئے ہے یا اُن نوکری پیشہ لوگوں کے لئے جن کو صبح سویرے ڈیوٹی پر جانا پڑتا ہے۔ ورنہ تاجر پیشہ لوگوں کے لئے تو کوئی دشواری نہیں۔ لہٰذا سویرے قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ایک منزل مناجاتِ مقبول کی پڑھ لیا کریں جن کو عربی میں پڑھنے کی مہارت ہے وہ عربی میں پڑھیں جن کو عربی کے اندر پڑھنے میں دشواری ہو وہ اُردو والی مناجاتِ مقبول لے لیں جس میں اوپر متن عربی میں ہوتا ہے نیچے ترجمہ ہوتا ہے۔ وہ مناجات لے لیں۔

دعاءِ والہانہ

نیز مناجاتِ مقبول کی دعاؤں کا خلاصہ دعائے والہانہ کے نام سے احقر کا ایک کتابچہ بھی ہے۔ اس میں حضرت والد صاحبؒ کی اُردو کی دعائیں ہیں جو مناجاتِ مقبول کا ترجمہ ہیں تو یہ دعائے والہانہ لے لیں وہ اپنے کلام پاک کے نیچے رکھ دیں اور جب قرآن شریف پڑھ کر فارغ ہوں تو دعائے والہانہ کی دعائیں مانگ لیا کریں۔ جب آپ اس کو پڑھیں گے اور مانگیں تو اندازہ ہوگا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے لئے کیسی کیسی دعائیں مانگی ہیں۔ لہٰذا ہم مانگیں گے تو پائیں گے جب نہ مانگیں گے تو کہاں سے پائیں گے۔ وہ تو مقبول دعائیں ہیں بس اُن کو مانگنے کی دیر ہے۔ ہم مانگیں گے تو منجانب اللہ ہمارے لئے بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری ہوجائیں گی۔ تو ان کو مانگنے سے اندازہ ہوگا کہ ہر دعا ہمارے دل کی آواز ہے۔ ایسی پیاری پیاری دعائیں ہیں جو اُردو میں موجود ہیں لہٰذا اُردو کی دعاءِ والہانہ لے لیں۔ اس طرح سے ہم صبح وشام کا معمول بنائیں۔

نوافل کا معمول

تیسری بات یہ کہ کچھ نوافل کا بھی معمول ہماری زندگی میں ہونا چاہئے۔ مردوں کی زندگی میں بھی، خاص طور پر خواتین کی زندگی میں ان کا اہتمام ہونا چاہئے۔ دو نفل کم از کم اشراق کی اگر کوئی چاشت کو اس کے مستحب وقت میں پڑھ سکتا ہو تو بہت ہی بہتر ہے ورنہ چاشت بھی اشراق کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ اشراق کا جو وقت ہوتا ہے وہ سورج نکلنے کے دس منٹ کے بعد ہو جاتا ہے۔ کلینڈر میں سورج نکلنے کا جو وقت لکھا ہوا ہے اس کے دس منٹ کے بعد اشراق کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ لہٰذا دو رکعت نفل اشراق کی پڑھ لیں پھر دو رکعت چاشت کی پڑھ لیں۔ لو صاحب دونوں قسم کی نفلیں ادا ہو گئیں۔

اس کے بعد شام کو مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوابین کی پڑھ لیں۔ چھ رکعت اوابین کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہے۔ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بارہ سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں اور عشاء کے فرضوں اور دو سنتوں کے بعد چار رکعت قیام اللیل کی پڑھ لیا کریں۔ یہ قیام اللیل کی نفلیں تہجد کے قائم مقام ہیں یعنی ان کے پڑھنے سے آدمی کو تہجد کا ثواب بھی مل جاتا ہے بلکہ

ایک روایت میں ان کا ثواب شب قدر کے ثواب کے برابر ہے۔ یہ ثواب عشاء کے فرضوں کے بعد اور وتر سے پہلے چار رکعت پڑھنے والے کو بھی ملتا ہے۔ اب اندازہ کریں شب قدر تو رمضان شریف میں ایک مرتبہ آتی ہے وہ بھی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک اور یہ بھی معلوم نہیں کونسی رات ہوتی ہے اور یہاں روزانہ آپ کو چار رکعت پڑھنے پر شب قدر کی عبادت کا ثواب مل رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ ہے؟ اور چار رکعت پڑھنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔ پانچ منٹ میں آدمی چار رکعت پڑھ سکتا ہے اور روزانہ پڑھ سکتا ہے سارے سال پڑھ سکتا ہے بلکہ ساری زندگی پڑھ سکتا ہے۔ تو بس پڑھنا چاہئے۔ اس طرح سے تہجد کا بھی ثواب ملے گا۔ شب قدر کی عبادت کا ثواب ملے گا اور ایک نوافل کا ذخیرہ ہمارے نامہ اعمال میں جمع ہوگا جو آخرت میں بڑا کام آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور تہجد کی نماز پڑھنے کی بھی نیت رکھیں اور اس کی بھی کوشش رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی بھی توفیق دیدیں تو سبحان اللہ!!

نماز فجر قضا کرنا جائز نہیں

یاد رکھیں!! اب میں ایک اور بڑی اہم بات عرض کر رہا ہوں

کہ بلاشبہ ہمارا پیشہ مٹھائی کا ہے اور مٹھائی کے پیشہ ہونے کی وجہ سے دکان رات کو دیر تک کھولنی پڑتی ہے۔ کیونکہ مٹھائی کی دکانداری شام ہی کو زیادہ ہوتی ہے، لیکن یہ آپ یاد رکھیں کہ حلال روزی کمانا اُسی وقت تک جائز ہے جس سے فجر کی نماز قضا نہ ہو۔ دکان اتنی دیر تک کھولے رکھنا اور دکان پر اتنی دیر تک ڈیوٹی دینا جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جائے یا فجر کی جماعت فوت ہو جائے جائز نہیں۔ آپ تو مٹھائی کے کام کی بات کر رہے ہیں۔ رات کو جاگ کر ایسی نفل عبادت کرنا بھی جائز نہیں یا دینی کتابوں کا اتنی دیر تک مطالعہ کرنا یا تصنیف و تالیف کرنا یا وعظ و نصیحت کرنا، تقریر کرنا یا کوئی اور دینی خدمت کرنا اتنی دیر تک کہ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جائے یا فجر کی جماعت فوت ہو جائے جائز نہیں۔ جب کوئی دینی کام اتنی دیر تک کرنا جائز نہیں تو دنیا کا کام کیسے جائز ہوگا۔ اس لئے میرے عزیزو اور میرے بزرگو! اس بات کو یاد رکھیں کہ بیشک آپ رات کو گیارہ بجے تک دکان کھولیں، لیکن گیارہ بجے کے بعد بند کرنے کی کوشش کریں تاکہ آپ ساڑھے گیارہ بجے دکان بند کر کے فارغ ہو جائیں اور پھر اپنے گھر جا کر کے آرام کر سکیں اور فجر کی نماز ہر قیمت پر ادا کریں اور حتی الامکان جماعت سے پڑھیں۔

دکان کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کرنا

دکان پر اتنی دیر تک رہنا جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جائے ، جائز نہیں۔ اس گناہ سے بچنا چاہئے۔ اس کے نتیجے میں ہمارے دیر تک دکان پر رہنے کی وجہ سے ملازم اور نوکر بھی نہیں جا سکتے اور نہیں سو سکتے۔ ہماری وجہ سے اُن کی نماز بھی قضا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے گھر والے بھی نہیں سو سکتے۔ وہ بھی آپ کے منتظر رہتے ہیں کہ آپ آئیں، کھانا کھائیں۔ اور کھانا کھانے کے بعد بھی ایک دم بستر پر لیٹنا مناسب نہیں، لہٰذا کچھ دیر بیٹھیں گے اور اس بیٹھنے میں ایک دو بج جانا کچھ مشکل نہیں اور ایک دو بجے سونے والا کیسے پانچ بجے اُٹھ جائے گا۔ وہ تو عموماً سات آٹھ بجے اُٹھے گا اس طرح وہ نماز قضا کر چکا ہوگا۔ یاد رکھئے! کمانے کی خاطر نماز قضا کرنا یا جماعت قضا کرنا جائز نہیں اور اس ناجائز کام کی وجہ سے دکان کے دیگر ملازموں اور اپنے گھر والوں کی نماز قضا کرانا جائز نہیں۔ اب ہماری ذرا سی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے ہماری بھی جماعت فوت ہو رہی ہے، ہمارے گھر والوں کی بھی نمازیں قضا ہو رہی ہیں اور اُن کی بھی نمازیں فوت ہو رہی ہیں۔ اس سارے گناہ کا وبال اور ذمہ داری اُس مرد پر ہے جو رات اتنی دیر

تک جاگنے کا اہتمام کرتا ہے جس کے نتیجے میں خود بھی نماز قضا کرتا ہے، گھر والے بھی نماز قضا کرتے ہیں۔

جلدی سوئیں

اس کا علاج یہ ہے کہ جلدی دکان بند کریں اور جلدی سوئیں، اگر ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تہجد بھی نصیب ہوسکتی ہے۔ اگر تہجد نہ سہی تو کم از کم فجر کی نماز جماعت سے ادا ہو جائے گی اور فجر کی نماز قضا کرنے کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو سو جائیں۔ اگر رات کی نیند پوری کرنی ہے تو کوئی منع نہیں پھر سو جائیں اور بیشک دو گھنٹے سوئیں تین گھنٹے سوئیں اور آرام سے دس گیارہ بجے اُٹھ کر اپنے کام پر جائیں، کوئی حرج نہیں، لیکن سونے کی وجہ سے اور رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کرنے کی گنجائش نہیں اور جماعت ترک کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس لئے ہم اپنی بھی فجر کی نماز کا خیال کریں اور اپنے ملازموں اور گھر والوں کی فجر کی نماز کے قضا ہونے سے بچنے کا اہتمام کریں۔ اس طرح اگر انشاء اللہ تعالیٰ ہم پابندی کریں گے تو ہم بھی نماز کے پابند ہو جائیں گے اور نمازیں پڑھنے لگیں گے اور گھر والے بھی پڑھنے لگیں گے۔

نوافل کا ذخیرہ کارآمد ہے

کسی قدر نوافل کے معمول سے انشاء اللہ تعالیٰ نوافل کا بھی ذخیرہ ہمارے پاس ہو جائے گا۔ نوافل کا ذخیرہ اس لئے اہم ہے کہ قیامت کے دن جو بالکل برحق ہے اور ہم سب کو قیامت ہی کے میدان میں جانا ہے اور حساب وکتاب برحق ہے تو وہاں پر جب فرائض و واجبات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور وہ ناقص اور نامکمل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہونے کے لائق نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ ان کے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ ہے یا نہیں؟ اگر کچھ نوافل ہوں گے تو نوافل سے سنتوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ سنتوں سے واجبات کی کمی پوری کی جائے گی اور پھر واجبات سے فرائض کی کمی پوری کی جائے گی تو اگر نامہ اعمال میں نوافل ہوں گے تو کمی پوری ہوگی اور نوافل ہی کسی کے پاس نہ ہوں گے تو بھئی اس کے فرائض و واجبات کی کمی کیسے دور ہوگی۔ اس لئے بڑی دشواری ہوگی، بڑی پریشانی ہوگی۔ بہت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اس کا بہترین حل ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں فرائض اور واجبات کے پابند رہیں اور کچھ نوافل کے بھی پابند رہیں۔ اس طرح یہ نوافل

ہمارے لئے قیامت میں فرائض و واجبات کو مکمل کرنے کا ذریعہ بن جائیں گے اور اس طرح سے انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔ اور آخرت کی نجات ہو جانا اصل اور بڑی کامیابی ہے، حق تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو نصیب فرمائیں، اپنی رضا اور جنت الفردوس عطا فرمائیں، اپنی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ عطا فرمائیں، آمین۔

خلاصۂ بیان

بہرحال ہم اپنی زندگی کو دین کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اپنے گھر والوں کی زندگی بھی دین کی طرف لانے کی فکر کریں اور اس کے علاوہ جو گناہ کی باتیں ہمارے گھروں میں ہو رہی ہوں اُن کے دور کرنے اور ختم کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ ذمہ داری بھی ہمارے اوپر ہے، لہٰذا ہم اپنی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ اللہ پاک اپنے کرم سے ہمیں اپنے فرائض پہچاننے کی اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دیں اور اپنے گھر کے ماحول کو خالص دینی بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ